لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ أَيَحْسَبُ أَن لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ

بلا شبہ پیدا کیا ہم نے انسان کو مشقت میں ، کیا خیال کرتا ہے وہ ، یہ کہ نہیں بس چلے گا اس پر کسی کا ؟

تفسیر ابن کثیر

علامہ عماالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

الْبَلَد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ (۱)

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔

وَأَنتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ (۲)

تجھے اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ یہاں مکہ مکرمہ کی قسم کھاتا ہے اور در آنحالیکہ وہ آباد ہے اس میں لوگ بستے ہیں اور وہ بھی امن چین میں ہیں۔ لا سے ان پر رد کیا' پھر قسم کھائی اور فرمایا اے نبیؐ تیرے لئے یہاں ایک مرتبہ لڑائی حلال ہونے والی ہے جس میں کوئی گناہ اور حرج نہ ہوگا اور اس میں جو ملے حلال ہوگا' صرف اسی وقت کے لئے یہ حکم ہے۔

صحیح حدیث میں بھی ہے:

إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّموَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
لَا يُعْضَدُ شَجَرُهُ وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهُ،
وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ،
وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِب

اس بابرکت شہر مکہ کو پروردگار عالم نے اول دن سے ہی حرمت والا بنایا ہے اور قیامت تک یہ حرمت و عزت اسکی باقی رہنے والی ہے' اسکا درخت نہ کاٹا جائے اسکے کانٹے نہ اکھیڑے جائیں میرے لئے صرف ایک دن ہی کی ایک ساعت کے لئے حلال کیا گیا تھا آج پھر اسکی حرمت اسی طرح لوٹ آئی جیسے کل تھی' ہر حاضر کو چاہئیے کہ غیر حاضر کو پہنچادے۔

وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ (٣)

اور قسم ہے انسانی باپ اور اولاد کی۔

پھر قسم کھاتا ہے باپ کی' اور اولاد کی۔

بعض نے تو کہا ہے کہ ما ولد میں ما نافیہ ہے یعنی قسم ہے اسکی جو اولاد والا ہے اور قسم ہے اسکی جو بے اولاد ہے یعنی عیالدار اور بانجھ' اور اگر ما کو موصولہ مانا جائے تو معنی یہ ہوئے کہ باپ کی اور اولاد کی قسم۔

باپ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد سے مراد کل انسان۔

زیادہ قوی اور بہتر بات یہی معلوم ہوتی ہے۔کیونکہ اس سے پہلے قسم ہے مکہ کی جو تمام زمین اور کل بستیوں کی ماں ہے تو اسکے بعد اسکے رہنے والوں کی قسم کھائی اور رہنے والوں یعنی انسان کی اصل اور اسکی جڑ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پھر انکی اولاد کی قسم کھائی۔

ابوعمران فرماتے ہیں مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی اولاد ہے۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں عام ہے یعنی ہر باپ اور ہر اولاد۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ (٤)

یقیناً ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو بالکل درست قامت جچے تلے اعضاء والا ٹھیک ٹھاک پیدا کیا ہے اسکی ماں کے پیٹ میں ہی اسے یہ پاکیزہ ترتیب اور عمدہ ترکیب دے دی جاتی ہے۔

جیسے فرمایا:

الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى - وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَ
(87:2-3)

اس اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا' درست کیا' ٹھیک ٹھاک بنایا اور پھر جس صورت میں چاہا ترکیب دی۔

اور جگہ فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

(95:4)

ہم نے انسان کو بہترین صورت پر بنایا ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قوت وطاقت والا پیدا کیا ہے خود اسے دیکھو اسکی پیدائش کی طرف غور کرو اسکے دانتوں کا نکلنا دیکھو وغیرہ۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں پہلے نطفہ پھر خون بستہ پھر لوتھڑا گوشت کا' غرض اپنی پیدائش میں خوب مشقتیں اٹھاتا ہے۔

جیسے اور جگہ فرمایا:

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهاً وَوَضَعَتْهُ كُرْهاً

(46:15)

اسکی ماں نے حمل میں تکلیف اٹھائی پھر وضع حمل میں مشقت برداشت کی'

بلکہ دودھ پلانے میں بھی مشقت اور معیشت میں بھی تکلیف۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں سختی اور طلب کسب میں پیدا کیا گیا ہے،

عکرمہؒ فرماتے ہیں شدت اور طول میں پیدا ہوا ہے۔ قتادہؒ فرماتے ہیں مشقت میں۔

یہ بھی مروی ہے کہ اعتدال اور قیام میں ے دنیا اور آخرت میں سختیاں سہنی پڑتی ہیں ے حضرت آدم علیہ السلام چونکہ آسمان میں پیدا ہوئے تھے اس لئے یہ کہا گیا ہے۔

أَيَحْسَبُ أَن لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ (٥)

کیا یہ گمان کرتا ہے کہ یہ کسی کے بس میں ہی نہیں؟

کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے مال کے لینے پر کوئی قادر نہیں۔ اس پر کسی کا بس ہی نہیں' کیا وہ نہ پوچھا جائے گا کہ کہاں سے مال لایا اور کہاں خرچ کیا؟ یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ کا بس ہے اور پوری طرح اس پر قادر ہے۔

يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا (٦)

کہتا پھرتا ہے کہ میں نے تو بہت کچھ مال خرچ کر ڈالا۔

أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ (٧)

کیا یوں سمجھتا ہے کہ کسی نے اسے دیکھا ہی نہیں؟

پھر کہتا ہے کہ میں نے بڑے وارے نیارے کئے ہزاروں لاکھوں خرچ کر ڈالے کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کوئی دیکھ نہیں رہا' یعنی کیا اللہ تعالیٰ کی نظروں سے وہ اپنے آپ کو غائب سمجھتا ہے۔

أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ (٨)

کیا ہم نے اسکی دو آنکھیں نہیں بنائیں؟

وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ (٩)

اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ (١٠)

اور دونوں راہیں دکھادیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کیا ہم نے انسان کو دیکھنے والی دو آنکھیں نہیں دیں؟ اور دل کی باتوں کے اظہار کے لئے زبان عطا نہیں فرمائی؟ اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟ جن سے کلام کرنے میں مدد ملے کھانا کھانے میں مدد ملے اور چہرے کی خوبصورتی بھی ہو اور منہ کی بھی۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (١١)

سو اس سے نہ ہو سکا کہ گھاٹی میں داخل ہوتا۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ (١٢)

اور تو کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟

غلام آزاد کرنے کا ثواب، عقبہ سے کیا مراد ہے:

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عقبہ جہنم کے ایک پھسلتے پہاڑ کا نام ہے۔

حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ اس کے ستر درجے ہیں جہنم میں۔

قتادہؒ فرماتے ہیں کہ یہ سخت گھاٹی داخلے کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے داخل ہو جاؤ۔ پھر اسکا داخلہ بتلایا یہ کہہ کر کہ تمہیں کس نے بتلایا کہ یہ گھاٹی کیا ہے؟ تو فرمایا غلام آزاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کے نام کا کھانا دینا۔

ابن زیدؒ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ نجات اور خیر کی راہوں میں کیوں نہ چلا؟

پھر ہمیں تنبیہ کی اور فرمایا تم کیا جانو عقبہ کیا ہے؟ آزادگی گردن یا صدقہ طعام۔

فَكُّ رَقَبَةٍ (١٣)

کسی گردن (غلام لونڈی) کو آزاد کرنا

مسند میں ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤمِنَةً أَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ إِرْبٍ أَيْ عُضْوٍ مِنْهَا إِرْبًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتَّى إِنَّهُ لَيُعْتِقُ بِالْيَدِ الْيَدَ، وَبِالرِّجْلِ الرِّجْلَ، وَبِالْفَرْجِ الْفَرْجَ

جو کسی مسلمان کی گردن چھڑائے اللہ تعالیٰ اسکے ہر ہر عضو کو اس کے ہر ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے یہاں تک کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ پاؤں کے بدلے پاؤں اور شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ۔

حضرت علی بن حسین یعنی امام زین العابدینؒ نے جب یہ حدیث سنی تو سعید بن مرجانہ راوی حدیث سے پوچھا کو کیا تم نے خود حضرت ابو ہریرہؓ کی زبانی یہ حدیث سنی؟ انہوں نے فرمایا ہاں تو آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ مطرف کو بلا لو جب وہ سامنے آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ تم اللہ تعالیٰ کے نام پر آزاد ہو۔

بخاری و مسلم ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے۔

مسند احمد میں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مسجد بنادے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت میں گھر بنا تا ہے اور جو مسلمان غلام آزاد کرے اللہ تعالیٰ اسے اسکا فدیہ بنادیتا ہے اور اسے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

غریب اور مسکین کو کھانا کھلانا:

مسند احمد میں ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور اکرمؐ کوئی ایسا کام بتا دیجئے جس سے میں جنت میں جا سکوں۔ آپؐ نے فرمایا تھوڑے سے الفاظ میں بہت ساری باتیں تو پوچھ بیٹھا۔

نسمہ آزاد کر رقبہ چھڑا۔

اس نے کہا حضرت کیا دونوں ایک چیز نہیں؟

آپؐ نے فرمایا نہیں۔

نسمہ کی آزادگی کے معنی یہ ہیں کہ تو اکیلا ایک غلام آزاد کرے اور فک رقبۃ کے معنی ہیں تھوڑی بہت مدد کرے۔ دودھ والا جانور دودھ پینے کے لئے کسی مسکین کو دینا' ظالم رشتہ دار سے نیک سلوک کرنا' یہ ہیں جنت کے کام' اگر اسکی تجھے طاقت نہ ہو تو بھوکے کو کھانا کھلا' پیاسے کو پلا' نیکیوں کا حکم کر برائیوں سے روک' اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو سوائے بھلائی کے اور نیک بات کے اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکال۔

أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ (١٤)

یا بھوک والے دن کھانا کھلانا

يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (١٥)

کسی رشتہ دار یتیم کو

أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ (١٦)

یا خاکسار مسکین کو

ذی مسغبۃ کے معنی ہیں بھوک والا جب کھانے کی اشتہا ہو۔

غرض بھوک کے وقت کا کھلانا اور وہ بھی اسے جو نادان بچہ ہے سر سے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہو اور ہے بھی اسکا رشتہ دار۔

رسول اللہؐ فرماتے ہیں مسکین کو صدقہ دینا اکہرا ثواب رکھتا ہے اور رشتہ دار کو دینا دوہرا اجر دلواتا ہے۔ مسند احمد

یا ایسے مسکین کو دینا جو خاک آلودہ ہو راستے میں پڑا ہوا ہو گھر در نہ ہو بستر نہ ہو بھوک کی وجہ سے پیٹھ زمین سے لگ رہی ہو اپنے گھر سے دور ہو مسافرت میں ہو فقیر مسکین محتاج مقروض مفلس ہو کوئی پرسان حال بھی نہ ہو اہل وعیال والا ہو یہ سب معنی قریب قریب ایک ہی ہیں۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (١٧)

پھر ان لوگوں میں سے ہو جاتا جو ایمان لاتے اور ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی وصیت کرتے ہیں۔

پھر یہ شخص باوجود ان نیک کاموں کے دل میں ایمان رکھتا ہو ان نیکیوں پر اللہ تعالیٰ سے اجر کا طالب ہو

جیسے اور جگہ فرمایا:

وَمَنْ أَرَادَ الآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَـئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا

(17:19)

جو شخص آخرت کا ارادہ رکھے اور اسی کے لئے کوشش کرے اور ہو بھی وہ باایمان تو انکی کوشش اللہ تعالیٰ کے ہاں مشکور ہے۔

اور جگہ فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ

(16:97)

ایمان والوں میں سے جو مرد اور عورت نیک عمل کرے یہ جنت میں جائیں گے اور وہاں بے حساب روزیاں پائیں گے۔

پھر انکا وہ وصف بیان ہو رہا ہے کہ لوگوں کے صدمات سہنے اور ان پر رحم و کرم کرنے کی یہ آپس میں ایک دوسروں کو نصیحت و وصیت کرتے ہیں۔ جیسے کہ حدیث میں ہے:

الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمنُ،

ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاء

رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ بھی رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

اور حدیث میں ہے:

لَا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاس

جو رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

ابوداؤد میں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کے حق نہ سمجھے وہ ہم میں نہیں۔

أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (١٨)

یہی لوگ ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیئے جانے والے ہیں‘

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ وہ ہیں جنکے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ دیا جائے گا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ (١٩)

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا یہ وہ لوگ ہیں جنکے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیئے جانے والے ہیں‘

عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ (٢٠)

انہی پر آگ ہوگی جو چاروں طرف سے گھیری ہوئی ہوگی۔

اور ہماری آیتوں کے جھٹلانے والوں کے بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ ملے گا۔ اور سر بند تہ بہ تہ آگ میں جائیں گے جس سے نہ کبھی چھٹکارا ملے گا نہ نجات نہ آرام نہ راحت۔ اس آگ کے دروازے ان پر بند رہیں گے۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ نہ اس میں روشنی ہوگی نہ سوراخ ہوگا نہ کبھی وہاں سے نکلنا ملے گا۔

****

© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com